فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: اگر کوئی کہے کہ پیغمبر بھی آ جائے، تو میں فلاں کام نہ کروں گا، کیا یہ قسم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے۔ البتہ ایسے الفاظ نہیں کہنے چاہیے، کیونکہ نبی کریم ﷺ خاتم المرسلین ہیں، آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

سوال: ایک شخص نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر حلف لیا کہ میں فلاں شخص سے اتنے عرصہ تک کلام نہیں کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی مسلمان سے بلا عذر شرعی قطع کلامی جائز نہیں، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور اس شخص سے کلام کرے، نیز قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: ایک شخص نے قسم کھائی کہ کبھی شادی نہیں کروں گا، اب وہ شادی کرنا چاہتا ہے، تو کیا کرے؟

جواب: اسے چاہیے کہ قسم توڑ دے اور شادی کر لے، نیز کفارۂ قسم ادا کر دے۔

سوال: زید نے کہا کہ میں بکر کی چیز کھاؤں، تو خنزیر کا گوشت کھاؤں، کیا یہ قسم ہے اور اگر چیز کھالی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم نہیں ہے، گر زید بکر کی چیز کھالے، تو اس پر کچھ کفارہ نہیں۔ البتہ کسی حلال چیز کو خنزیر جیسے نجس اور حرام جانور سے تشبیہ دینا درست بات نہیں، مسلمانوں کو ایسی باتوں سے ہمیشہ گریزاں رہنا چاہیے۔

(سوال): ایک عورت نے غصہ میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں تیرے گھر کو ویران کر دوں گی، پھر اس نے ویران نہیں کیا، تو کیا کفارۂ قسم لازم آیا؟

(جواب): اس پر کفارہ لازم آئے گا۔

(سوال): ایک شخص نے شادی میں جاہلانہ رسومات ترک کرنے کی قسم کھائی، پھر ان رسومات کو ادا کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اس نے قسم توڑ دی ہے، اس پر کفارۂ قسم لازم آئے گا۔ اسے چاہیے کہ جو قسم مستحب ہو، اسے پورا کیا جائے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(المائدة : ۸۹)

''اپنی (جائز) قسموں کی حفاظت کرو، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم شکر گزاری کرو۔''

(سوال): قسم کھائی کہ رات بیوی سے نہیں ملوں گا، پھر ملا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): وہ حانث (قسم توڑنے والا) ہوا، اس پر کفارہ لازم ہے۔

(سوال): ایک عورت نے قسم کھائی کہ عمر بھر نکاح نہیں کروں گی، اب کیا کرے؟

(جواب): نکاح کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، بلا عذر شرعی اسے ترک کرنا جائز نہیں، لہٰذا جس عورت نے نکاح نہ کرنے کی قسم کھائی، اسے چاہیے کہ اپنی قسم کو توڑ دے اور نکاح کرے، نیز کفارہ بھی ادا کر دے۔

❁ سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ .

''جب آپ کوئی کام کرنے کی قسم کھائیں، پھر (کوئی) دوسرا کام اس سے بہتر دیکھیں،تو بہتر کام کرلیں اور قسم کا کفارہ دے دیں۔''

(صحيح البخاري : 6722، صحيح مسلم : 1652)

جب ایک جائز کام کی قسم اٹھائی ہواور بعد میں معلوم ہو کہ بہتر کام دوسرا ہے،تو قسم توڑ کر دوسرا کام کرنا چاہیے،تو جو قسم اٹھائی ہی ناجائز کام پر گئی ہو،اسے بدلنا نہ صرف درست ہے، بلکہ واجب بھی ہے۔

سوال: تورات، زبور، انجیل وغیرہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

جواب: تورات، زبور اور انجیل وغیرہ کلام اللہ ہیں اور کلام اللہ کی قسم کھانا جائز ہے، اگر چہ موجودہ کتب میں تحریف وتغیر ہو چکا ہے،مگر چونکہ جب نازل ہوئی تھیں،تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھیں، لہٰذا اگر کوئی زبانی اصل تورات وغیرہ کی قسم اٹھائے ،تو یہ جائز ہے، البتہ موجودہ کتب کو ہاتھ میں پکڑ کر یا اس پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں موجود تمام کلام، اللہ کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ اس میں تحریف کر کے کمی پیشی کر دی گئی ہے۔

سوال: کیا مدعا علیہ سے مدعی کی موجودگی میں قسم لینی چاہیے یا غیر موجودگی میں؟

جواب: مدعی پر دلیل پیش کرنا لازم ہے، اگر اس کے پاس دلیل یا گواہ نہ ہوں،تو مدعا علیہ قسم دے کر بری ہوسکتا ہے اور یہ قسم مدعی کی موجودگی میں لینی چاہیے۔

❀ سیدنا اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

''کندہ اور حضر موت سے ایک ایک آدمی اپنی یمن کی زمین کے متعلق مقدمہ

لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرمی کہنے لگا: اللہ کے رسول! اس (کندی) کے والد نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر لیا تھا، آپ ﷺ نے کندی سے فرمایا: آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: میں یہ کہتا ہوں کہ زمین میرے قبضے میں ہے اور مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے۔ آپ ﷺ نے حضرمی سے پوچھا: کیا آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ اس نے کہا: اللہ کے رسول! دلیل تو نہیں ہے، لیکن یہ اس ذات کی قسم کھائے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں کہ یہ نہیں جانتا یہ زمین میری ہے، اس کے والد نے مجھ سے زبردستی چھین لی تھی۔ کندی قسم کے لیے تیار ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی (جھوٹی) قسم کے ذریعے کسی سے مال چھینتا ہے، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملے گا، تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔ تو کندی نے زمین اسے واپس کر دی۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : 215/2، سنن أبي داوٗد : 3622، السّنن الکبرٰی للبیهقي : 180/10، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۸۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۰۰۵) نے ’’صحیح‘‘، امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۲۹۵) نے ’’صحیح الاسناد‘‘ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

سوال: کیا ایک گواہ اور ایک قسم سے فیصلہ ہو سکتا ہے؟

جواب: اگر مدعی کے پاس ایک گواہ ہو، تو اس سے ایک قسم لے کر فیصلہ اس کے حق میں کیا جا سکتا ہے، اس صورت میں مدعا علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاهِدٍ وَّيَمِينٍ .

''رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ فرمادیا۔ (کسی فیصلہ کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے، اگر دو گواہ نہ ہوں، تو ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔)

(صحيح مسلم : 1712)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ .

''رسول اللہ ﷺ نے قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ فرمادیا۔''

(سنن أبي داوٗد : 3610، سنن التّرمذي : 1343، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (۶۰۱۵) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۰۷۳) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ .

''رسول اللہ ﷺ نے قسم اور گواہ پر فیصلہ فرمادیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 305/3، سنن التّرمذي : 1344، سنن ابن ماجه : 2369، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: میرے والد نے مجھ سے مرغ نہ کھانے کا عہد لیا، تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں ان شاء اللہ مرغ نہیں کھاؤں گا۔ تو کیا میں اب مرغ کھا سکتا ہوں؟

(جواب): قسم کے ساتھ اگر ''ان شاء اللہ'' کہہ دیا جائے، تو قسم بے اثر ہو جاتی ہے، اسے توڑنے پر کفارہ نہیں آتا۔ لہٰذا آپ مرغ کھا سکتے ہیں، آپ پر کفارہ نہیں ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸) لکھتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جو شخص یوں قسم اٹھائے کہ اللہ کی قسم! ان شاء اللہ کل میں قرضہ یا دیت ادا کر دوں گا یا غصب شدہ چیز لوٹا دوں گا یا ظہر یا عصر پڑھوں گا یا رمضان کے روزے رکھوں گا وغیرہ، پھر اگر وہ اس قسم کو پورا نہیں کر سکا تو کفارہ نہیں ہو گا، کیوں کہ اس نے ان شاء اللہ کہہ دیا تھا کہ اللہ چاہے گا، تو کروں گا اور اللہ نے نہیں چاہا کہ وہ ایسا کرے۔''

(مجموعة الرّسائل والمسائل : ۱۵۱/۵)

❀ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) لکھتے ہیں:

''کسی کام پر قسم اٹھانے کے بعد اگر کہے کہ اللہ کی قسم! ان شاء اللہ میں فلاں کام کروں گا یا ایسے کہے کہ اگر اللہ نے چاہا، تو یہ کام کروں گا، یا کہے: اگر اللہ نے نہ چاہا تو نہیں کروں گا۔ ایسے الفاظ کا استعمال بھی درست ہے کہ اگر میں چاہوں گا کر دوں گا نہ چاہا، تو نہیں کروں گا یا یوں کہے کہ کام کروں گا، اگر اللہ نے میرا ارادہ نہ بدلا یا مجھے کوئی اور کام نہ کرنا پڑا تو، اسی طرح قسم کو کسی ذات کے ساتھ معلق کر دینا کہ اگر فلاں نے چاہا تو کروں گا ورنہ نہیں، تو یہ سبھی صورتیں قسم کو بے اثر کر دیتی ہیں۔ اب اگر یہ قسم توڑ بھی دے، تو اس پر کفارہ نہیں ہوگا۔''

(المُحلّٰی بالآثار : ۳۰۱/٦)

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''اللہ کے نبی سیدنا سلیمان بن داود علیہما السلام نے قسم اٹھائی کہ آج رات ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا، سبھی بیٹا جنم دیں گی اور وہ سب بیٹے اللہ کے رستے میں قتال کریں گے۔ آپ کے ساتھی یا فرشتے نے عرض کیا: ان شاء اللہ کہہ لیجئے، سیدنا سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہنا بھول گئے، تو ایک ہی عورت کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور وہ بھی معذور، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ دیتے، تو ان کی قسم بھی نہ ٹوٹتی اور حاجت برآوری بھی ہو جاتی۔''

(صحيح مسلم : ١٦٥٤)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينٍ، فَقَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى .

''ان شاء اللہ کہہ کر اٹھائی جانے والی قسم پر کفارہ نہیں ہوتا۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٠/٢، سنن أبي داود : ٣٢٦١، سنن النّسائي : ٣٨٦٠، سنن التّرمذي : ١٥٣١، سنن ابن ماجه : ٢١٠٥، وسندهٗ صحيحٌ)

مسند حمیدی (۷۰۷) میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے سماع کی تصریح کر دی ہے، ان کے بہت سارے متابع بھی ہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے ''حسن''، امام ابن الجارود (۹۲۸)، امام ابوعوانہ (۵۹۹۱) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (۴۳۳۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰى، فَإِنْ شَاءَ رَجَعَ وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ غَيْرَ حِنْثٍ .

''جس نے ان شاء اللہ کہہ کر قسم اٹھائی، وہ چاہے، تو کام کرے، چاہے تو چھوڑ دے، اس پر کفارہ نہیں ہوگا۔'' (سنن أبي داود : ٣٢٦٢، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): ایک شخص نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی، تو اس نے دودھ پی لیا، تو کیا وہ حانث ہوا یا نہیں؟

(جواب): دودھ پینے سے وہ حانث نہیں ہوا، کیونکہ قسم کھانا نہ کھانے کی تھی۔

(سوال): کچھ افراد نے باہم ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شرکت کی قسم کھائی، پھر ایک شخص نے ناجائز محفل میں شرکت کی دعوت دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جس محفل میں ناجائز اور غیر شرعی اُمور کیے جائیں، اس میں شرکت کرنا گناہ ہے، انہیں چاہیے کہ اپنی قسمیں توڑ دیں اور ایسی ناجائز محفل میں شرکت سے گریز کریں، البتہ ان پر کفارہ لازم ہوگا۔

(سوال): ایک شخص نے ولایتی کپڑے استعمال نہ کرنے کی قسم کھائی، تو وہ کیا کرے؟

(جواب): اگر اس کے پاس ولایتی کپڑوں کے علاوہ کپڑے ہیں، تو وہ انہیں استعمال کرلے، بہرکیف قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا۔

(سوال): جو شخص عدالت میں کسی کے خلاف حلف اٹھا کر جھوٹی گواہی دے، تو اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے، ایسا شخص فاسق ہے، البتہ اس گواہی میں اٹھائے گئے حلف پر کفارہ نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْکَبَائِرُ؛ الْإِشْرَاکُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَیْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْیَمِینُ الْغَمُوسُ.

''یہ گناہ کبیرہ ہیں؛ شرک، والدین کی نافرمانی، ناحق قتل اور جھوٹی قسم۔''

(صحيح البخاري: 6675)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو کسی بھی معاملے میں مسلمان آدمی سے مال چھیننے کے لیے جھوٹی قسم کھاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آل عمران: 77) (جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی جھوٹی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔) اشعث بن قیس آ کر پوچھنے لگے: ابوعبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آپ کیا بیان کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: یہ حدیث بیان کر رہے ہیں، تو وہ کہنے لگے: وہ سچ کہہ رہے ہیں: یہ آیت میرے ہی متعلق اتری تھی، میرے اور میری قوم کے ایک آدمی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، میں وہ جھگڑا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تو آپ نے فرمایا: اپنی دلیل لائیں۔ میرے پاس دلیل نہیں تھی، تو آپ نے دوسرے آدمی سے کہا: قسم اٹھاؤ۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! قسم تو یہ اٹھا لے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی بھی معاملے میں مسلمان آدمی سے مال چھیننے کے لیے جھوٹی قسم کھاتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کو ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ (آل عمران: 77) (جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی جھوٹی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت حاصل کرتے ہیں۔)''

(صحيح البخاري: 2666، صحيح مسلم: 220/138)

(سوال): ہم شیشی بناتے ہیں، ہماری پنچائیت میں حلف اٹھایا گیا ہے کہ ہم میں سے کوئی یہ ہنر باہر والے شخص کو نہیں سکھا سکتا، کیا یہ حلف خلاف شرع ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): بلا شبہ یہ حلف غیر شرعی بات پر ہے۔ ہنر سکھانا چاہیے،، لہٰذا حلف اٹھانے والوں کو چاہیے کہ یہ حلف توڑ دیں اور کفارہ ادا کر دیں۔

(سوال): شادی شدہ نے جھوٹی قسم اٹھا کر کہا کہ میری شادی نہیں ہوئی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ جھوٹی قسم ہے، اس پر وہ گناہ گار ہوا، البتہ ایسی قسموں پر کفارہ نہیں، کیونکہ کفارہ مستقبل یا حال کی قسموں کو توڑنے پر ہوتا ہے۔

(سوال): ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے فلاں کام کا ارتکاب کیا، تو اللہ مجھ پر جنت حرام کر دے، کیا یہ قسم ہے؟

(جواب): یہ قسم تو نہیں، البتہ انتہائی زہر آلود جملہ ہے، معلوم نہیں کہ لوگ خود اپنی عاقبت برباد کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ ایسے لوگوں کو توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔

(سوال): ایک شخص نے ایک ہی کام پر بار بار قسم کھائی اور بار بار توڑ دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اس پر ایک کفارہ لازم ہے، نیز توبہ واستغفار بھی کرے۔

(سوال): ایک شخص نے کہا کہ اگر ایسا کروں، تو مجھے کلام اللہ کی مار پڑے، کیا یہ قسم ہے؟

(جواب): یہ قسم نہیں، مگر ایسے جملوں کو جب بول دیا جائے، تو اسے پورا کرنا ضروری ہے، ورنہ واقعتاً کلام اللہ کی مار پڑ سکتی ہے۔

(سوال): ایک شخص نے کسی کو نوکری سے نکلوانے کی قسم کھائی، مگر اسے نکلوانے میں کامیاب نہ ہو سکا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اسے چاہیے کہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور توبہ واستغفار کرے، نیز آئندہ ایسے

برے ارادوں سے اجتناب کرے۔

سوال: جان کے خوف سے جھوٹی قسم اٹھائی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جسے جان کا خوف ہو، وہ مجبور ہے اور مجبور کے کسی عمل پر مؤاخذہ نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النَّحل : ١٠٦)

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے (اس پر اللہ کا غضب ہے)، سوائے اس شخص کے جسے مجبور کر دیا جائے، جبکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔''

جس کے دل میں ایمان پختہ ہو، اس کو کفر پر مجبور کیا جائے، تو وہ کافر نہیں ہوتا، اسی طرح جسے جھوٹی قسم یا گواہی پر مجبور کیا جائے، تو وہ بھی گناہ گار نہیں ہوتا۔

❀ امام شافعی رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَمَّا وَضَعَ اللّٰهُ عَنْهُ سَقَطَتْ أَحْكَامُ الْإِكْرَاهِ عَنِ الْقَوْلِ كُلِّهِ، لِأَنَّ الْأَعْظَمَ إِذَا سَقَطَ عَنِ النَّاسِ سَقَطَ مَا هُوَ أَصْغَرُ مِنْهُ .

''جب اللہ تعالیٰ نے انسان سے (مجبوری کی صورت میں) کفر معاف کر دیا ہے، تو مجبوری کی صورت میں کہے گئے تمام دیگر اقوال بھی معاف ہیں، کیونکہ جب لوگوں کو بڑی چیز معاف کر دی جائے، تو چھوٹی چیز خود بخود معاف ہو جاتی ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 122/2)

❀ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''خطا اور نسیان سے تجاوز کے بارے میں قرآنِ کریم نے صراحت کر دی ہے،
......اسی طرح مجبوری کی صورت میں کیے گئے کام سے معافی کے بارے میں
قرآنِ کریم نے صراحت کی ہے۔''

(جامع العُلوم والحکم، ص 452)

سوال: ایک بوڑھی عورت نے قسم اٹھائی کہ جب تک قرض کی ادائیگی نہیں ہو جاتی، ہمیشہ روزے رکھوں گی، اب اس کمزور بڑھیا کے لیے روزے رکھنا محال ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس بڑھیا کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے۔

سوال: قسم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: ضرورت کے تحت اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کی قسم اٹھانا جائز ہے، مگر بلا ضرورت قسمیں اٹھانا درست نہیں اور جھوٹی قسم اٹھانا حرام اور ناجائز ہے۔

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ یا خانہ کعبہ کی قسم اٹھانا جائز ہے؟

جواب: قسم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات کی اٹھائی جا سکتی ہے، غیر اللہ کی قسم حرام اور ناجائز ہے، رسول اللہ ﷺ، کعبۃ اللہ یا کسی کی بھی قسم اٹھانا غیر اللہ کی قسم اٹھانا ہے، لہٰذا حرام اور ناجائز ہے۔

❀ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دورانِ سفر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ باپ کی قسم کھاتے سنا، تو فرمایا:

اَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ .

''اللہ نے آبا و اجداد کی قسم کھانے سے منع کیا ہے، چنانچہ جس نے قسم کھانی ہو،

وہ اللہ کے نام کی قسم کھائے، ورنہ خاموش ہو رہے۔''

(صحيح البخاري : 6646، صحيح مسلم : 1646)

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ .

''جو غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھائے، اس کی قسم قبول نہیں، جیسے وہ نبی اور کعبہ کی قسم اٹھا دے۔''

(الهِداية : 318/2، طبع بيروت)

❁ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

لِأَنَّ الْحَلِفَ بِالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ حَلِفٌ بِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

''کیونکہ نبی ﷺ اور کعبہ کی قسم اٹھانا، غیر اللہ کی قسم ہے۔''

(البحر الرّائق : 311/4)

سوال: ایک شخص نے شطرنج کھیلنے کا حلف اٹھایا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: شطرنج کھیلنا حرام ہے، یہ جوا ہے، جس نے شطرنج کھیلنے کی قسم اٹھائی، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ .

''جس نے شطرنج کھیلی، اس نے گویا خنزیر کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ رنگ دیا۔''

(صحيح مسلم : 2260)

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ شطرنج کھیلنا جوا ہے، جو کہ جائز نہیں۔''

(التّمهيد : 182/13، الاستذكار : 462/8)

سوال: ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص سے اپنی چیز جبراً نہ لوں، تو میری بیوی کو طلاق ہے، تو اس شخص وہ چیز بخوشی دے دی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق نہیں ہوئی، کیونکہ جبراً لینے کی شرط تھی۔

سوال: ایک شخص نے قسم کھائی کہ فلاں عورت سے نکاح کروں گا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس عورت سے نکاح کرنا درست ہے، تو اس سے نکاح کر لے، ورنہ قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

سوال: اگر کوئی کہے کہ اگر فلاں عورت کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں، تو اسے طلاق ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ معلق طلاق نہیں ہے، کیونکہ طلاق کو معلق کرنا اس وقت درست ہوگا، جب یہ جملہ بولتے وقت عورت نکاح میں موجود ہو، تو چونکہ عورت ابھی نکاح میں ہی موجود نہیں، تو اسے معلق طلاق دینے کا کیا معنی؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَا عِتْقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ .

''جس کا انسان مالک نہیں، اسے طلاق نہیں دے سکتا اور جس کا انسان مالک نہیں، اسے آزاد نہیں کر سکتا۔''

(مسند الإمام أحمد : 189/2، 189-207، سنن أبي داوٗد : 2190، سنن التّرمذي :

1181، سنن ابن ماجه : 2047، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح''، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۷۴۳) نے ''صحیح'' حافظ ذہبی رحمہ اللہ (تلخیص المستدرک : ۲/ ۲۰۴، ۲۰۵) اور ابن ملقن رحمہ اللہ (تحفۃ المحتاج، ح:۱۱۸۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔اس کی اور بھی سندیں ہیں۔

سوال: ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ اگر فلاں عورت سے نکاح کروں، تو اسے طلاق دے دوں گا، پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ قسم صحیح ہے، جب نکاح کر لیا، تو اب اس عورت کو یا تو طلاق دے دے، ورنہ قسم کا کفارہ ادا کر دے، اسے چاہیے کہ اپنی قسم توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کر دے، کیونکہ بلا وجہ طلاق دینا جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَحْلِفُ عَلٰی یَمِینٍ، فَأَرٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا، إِلَّا أَتَیْتُ الَّذِي هُوَ خَیْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا.

''میں کسی کام پر قسم اٹھاتا ہوں، بعد ازاں محسوس کرتا ہوں کہ دوسرا کام اس سے بہتر ہے، تو میں بہتر کام کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔''

(صحیح البخاري : 3133، صحیح مسلم : 1649)

سوال: کیا نذر ماننا جائز ہے؟

جواب: نذر ماننا جائز ہے، بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔

❁ اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿یُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (الدّھر : ۷)

''وہ نذر پوری کرتے ہیں۔''

❁ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک شخص نے ''بوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے ''بوانہ'' نامی مقام پر اونٹ ذبح کرنے کی نذر مان لی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس جگہ جاہلیت کا کوئی استہان تھا، جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا اس جگہ اہل جاہلیت کا کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: اپنی نذر پوری کرلیں۔ اللہ کی نافرمانی میں کوئی نذر پوری کرنا جائز نہیں۔''

(سنن أبي داوٗد: 3313، المعجم الكبير للطّبراني: 2/75-76، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا کردم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بیان کئے ہیں:

هَلْ بِهَا وَثَنٌ أَوْ عِيدٌ مِّنْ أَعْيَادِ الْجَاهِلِيَّةِ؟.

''کیا اس جگہ کوئی بت یا کوئی جاہلی میلہ تھا؟''

(سنن أبي داوٗد: 3315، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ایک صحابیہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:

''میں نے فلاں جگہ پر جانور ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ اس جگہ اہل جاہلیت جانور ذبح کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کسی بت کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کسی مُورتی کے لیے ذبح کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرلیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 3312، وسندہٗ حسنٌ)

(سوال): جس جانور کو قربان کرنے کی نذر مانی تھی، وہ مر جائے، تو کیا کیا جائے؟

(جواب): اگر نذر شدہ جانور مر جائے، تو اب نذر پوری کرنا ضروری نہیں، البتہ اگر اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کر دیا جائے، تو بہتر ہے۔

(سوال): بزرگ کے نام کی نذر و نیاز کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی جائز ہے۔ مخلوق کے نام پر نذر دینا حرام ہے۔ اگر کوئی انسان کسی بزرگ یا ولی کے نام پر منت یا نذر کرتا ہے، صالحین اور اولیاء اللہ کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسے صاحبِ قبر کا تقرب حاصل ہو جائے گا، وہ اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا یا اس کی فریادرسی یا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی سفارش کرے گا، یا وہ اس کی قبر سے فیض پائے گا تو بلاشک یہ شرک فی العبادت ہے۔

❀ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلٰى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾

(الأنعام : 136)

''انہوں نے اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور چوپائیوں میں سے اللہ کے لیے ایک حصہ مقرر کیا، پھر بزعمِ خویش کہنے لگے : یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤں کے لیے ہے، پھر ان کے دیوتاؤں کا حصہ تو اللہ کے پاس نہیں پہنچتا،

لیکن اللہ کا حصہ ان کے دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاتا ہے، یہ لوگ کتنا برا فیصلہ کرتے ہیں۔''

❀ نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ﴾(البقرة : ۱۷۳)

''اور وہ چیز (بھی حرام ہے) جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔''

مزاروں اور آستانوں پہ نذر کے نام پر جاہلانہ رسومات اور نفسانی وحیوانی خواہشات کی تکمیل جس انداز میں ہوتی ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔اس کے باوجود بعض حلقوں سے قبروں پر نذر ونیاز کا جواز پیش کیا جاتا ہے۔

❀ علامہ حصکفی رحمہ اللہ (1088ھ) اپنے اکثر عوام کی اصلاح میں لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ النَّذَرَ الَّذِي يَقَعُ لِلْأَمْوَاتِ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ، وَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَنَحْوِهَا إِلٰى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، فَهُوَ بِالْإِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَّحَرَامٌ.

''معلوم ہونا چاہیے کہ اکثر عوام جو مردوں کے نام کی نذ ونیاز دیتے ہیں اور جو رقوم، چراغ اور تیل وغیرہ اولیائے کرام کی قبروں پر تقرب کی نیت سے لائے جاتے ہیں، وہ بالاجماع باطل اور حرام ہیں۔''

(الدرّ المختار، ص 155، ردّ المحتار : 439/2)

❀ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (1252ھ) اس عبارت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اولیا کے لیے نذر ونیاز کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی کہے: اے میرے فلاں پیر! اگر میرا غائب رشتہ دار واپس آ گیا، میرا مریض شفایاب ہو گیا یا میرا کام ہو

گیا، تو اتنا سونا، اتنی چاندی، اتنا کھانا، چراغ یا اتنا تیل آپ کی نذر کروں گا۔ یہ نذر و نیاز کئی وجوہ سے باطل اور حرام ہے: ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ مخلوق کے لیے نذر و نیاز ہے، حالانکہ نذر و نیاز عبادت ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ جس کے نام کی نذر و نیاز دی جا رہی ہوتی ہے، وہ مردہ ہوتا ہے اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا۔ تیسری وجہ یہ کہ نذر و نیاز دینے والا اللہ کو چھوڑ کر یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ ولی امور میں تصرف کر سکتا ہے، اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔''

(ردّ المحتار المعروف به الفتاوی الشامي : 439/2)

❀ علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ (879ھ) لکھتے ہیں:

مَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَغَيْرِهَا، وَيُنْتَقَلُ إِلٰى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ، مُحَرَّمٌ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''جو رقوم، شمعیں اور تیل وغیرہ اولیا کی قبروں پر ان کے تقرب کے لیے لائی جاتی ہیں، ان کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(البحر الرّائق لابن نجيم : 298/2، الفتاوی الهنديّة المعروف به فتاوی عالمگیری : 216/1، حاشية الطّحطاوي، ص 378)

❀ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:

اَلنَّذْرُ الَّذِي يَقَعُ مِنْ أَكْثَرِ الْعَوَامِّ بِأَنْ يَّأْتِيَ إِلٰى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ، وَيَرْفَعَ سِتْرَهٗ قَائِلًا : يَا سَيِّدِي فُلَانٌ! إِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِي فَلَكَ مِنِّي مِنَ الذَّهَبِ مَثَلًا كَذَا، بَاطِلٌ إِجْمَاعًا .

''اکثر عوام جو اس طرح نذر مانتے ہیں کہ کسی نیک شخص کی قبر پر آ کر یوں فریاد کرتے ہیں: اے میرے فلاں پیر! اگر تو میری یہ ضرورت پوری کر دے، تو میری طرف سے اتنا سونا تیری نذر۔ یہ بالا جماع باطل ہے۔''

(فتاویٰ عالمگیری:1/216)

سوال: جو جانور غیر اللہ کے لیے نذر مانا جائے، اس کا گوشت کھانا کیسا ہے؟

جواب: غیر اللہ کے لیے ذبح کیے جانے والے جانور کا گوشت کھانے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اسے کھایا جائے یا نہ کھایا جائے، وہ حرام ہی ہوتا ہے۔

❁ علمائے احناف فرماتے ہیں:

يَقُولُ : بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ، أَوْ يَقُولُ : بِسْمِ اللّٰهِ وَفُلَانٍ، أَوْ بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ، فَتَحْرُمُ الذَّبِيحَةُ، لِأَنَّهٗ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ .

''اگر کوئی شخص بوقتِ ذبح کہے: بِسْمِ اللّٰهِ، وَاسْمِ فُلَانٍ ''اللہ کے نام کے ساتھ اور فلاں کے نام کے ساتھ''یا بِسْمِ اللّٰهِ، وَفُلَانٍ ''اللہ اور فلاں کے نام کے ساتھ''، یا بِسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ''اللہ اور محمد رسول اللہ (ﷺ) کے نام کے ساتھ''، تو ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے، کیونکہ اس پر غیر اللہ کا نام پکار دیا گیا ہے۔''

(بدائع الصّنائع للكاساني : 48/5، الهداية للمرغيناني : 435/2)